ڈاکٹر اے آر خالد

پاکستان میں مرزائی........ امریکہ میں یہودی

(حمود الرحمن کمشن کا ایک تشنہ پہلو)

سقوط مشرقی پاکستان کے بارے میں حمود الرحمن کمشن رپورٹ کی اشاعت کے بعد اس رپورٹ کے مختلف پہلوؤں پر تبصرے کئے جا رہے ہیں۔ کئی خفیہ گوشے بے نقاب ہوئے ہیں۔ کئی شبہات و شکوک کی تصدیق ہوئی ہے۔ کئی اندازے صحیح ثابت ہوئے ہیں اور کئی الزامات کی حقیقت سامنے آ گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ زندہ قوموں کے افراد خود احتسابی سے اپنا ناطہ کبھی نہیں توڑتے اور وہ ہر گھڑی اپنے عمل کا حساب کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے پاکستان میں بسنے والی قوم کے مختصر مگر با اثر و با اختیار طبقے کو بے بسی کی دھند اور خود غرضی و مفاد پرستی کی کالی چادر نے جس طرح اندھا بہرہ کر دیا ہے اس سے بلاشبہ یہ تاثر گہرا ہوتا جا رہا ہے کہ پوری پاکستانی قوم پر اس بے حسی کی دھند کے گہرے اثرات مرتب ہو چکے ہیں۔

جب 1951ء میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء مل بیٹھ کر علماء کے ۲۲ نکات مرتب کر لیتے ہیں نہ فرقہ اس کے آڑے آتا ہے نہ کہیں "پرسنیلٹی کلیش" دکھائی دیتا ہے سب کچھ ایک جانب رکھ کر صرف اور صرف قیام پاکستان کی اصل روح کو اجاگر و نافذ کرنے کا بیڑا اٹھایا جاتا ہے اور وہ تمام زبانیں بند کر دی جاتی ہیں جو تمسخرانہ انداز میں یہ استفسار کرتی تھیں، اب کونسا اسلام نافذ ہو گا۔؟ مولوی تو ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، مگر علماء کرام نے ہر فسادی اور تنخواہ دار تفرقہ باز کو اسلام کی حقانیت سمجھا دی اور اس الزام و تہمت کو پوری طاقت اور سنہرے عمل سے دبا دیا۔ میں 1965ء کی اس سترہ روزہ جنگ کا حوالہ بھی نہیں دوں گا جب عسکری تربیت سے نا بلد عام شہری اپنے دشمن کی ہوائی اور بری طاقت کے غرور کو خاک میں ملاتے رہے۔ بم باندھ کر بھارت کے ٹینکوں کو تباہ کرنے کے اقدامات جذبۂ جہاد کو قوم کے ایک ایک فرد میں زندہ کر گئے اور لوگوں نے اس جہاد میں اپنے جان و مال کی قربانی سے شرکت کی۔

آج کی معروضات کا مقصد ان خفیہ ہاتھوں کی نشاندہی کرنا ہے جن کی غیر محسوس مگر انتہائی موثر منصوبہ بندی کے ہاتھوں پاکستان بار بار نقصان اٹھاتا رہا۔ یہ ہاتھ اتنی تیزی سے حرکت کرتے ہیں کہ بعض اوقات تیز نگاہیں رکھنے والوں کو بھی نظر نہیں آتے۔ اگر ان خفیہ ہاتھوں کو سمیٹنے کیلئے امریکہ کے نظام کا ایک طائرانہ جائزہ لے لیا جائے تو ان کو پہچاننا آسان ہو جائے گا۔ امریکہ کے حالیہ صدارتی انتخابات میں ایک یہودی کے صدارتی امید وار ہونے سے یہودی لابی نے جس پر اسرار طریقے سے امریکہ کا صدیوں سے جاری نظام مشکوک اور بے نتیجہ بنا دیا اور صدارتی امیدوار کی کامیابی کے اعلان کو جس طرح موخر کر کے پوری دنیا میں امریکی انتظامیہ اور امریکی عوام کی بے بسی کا پیغام دیا اور اپنی طاقت کا ابلاغ کر دیا وہ اس شک کو یقین میں بدل گیا ہے کہ امریکہ میں یہودی سب سے زیادہ موثر ہیں۔

شک تو صرف اتنا تھا کہ ان کا اثر اقتصادی اور ابلاغی شعبوں میں ہے مگر اب اس طرح انہوں نے یہ باور کرا دیا ہے کہ ریاست عدالت صحافت پارلیمنٹ اور انتظامیہ کوئی بھی شعبہ ان کے اثر سے خالی نہیں۔ وہ ہر جگہ حرکت روک سکتے ہیں اور ان کی اس کارروائی میں وہ ہاتھ جس نے ریموٹ کنٹرول سنبھالا ہوا ہے پہچانا نہیں جائے گا۔ بعینہ

پاکستان میں مرزائیوں نے وہی کردار ادا کیا ہے جو امریکہ میں یہودی کر رہے ہیں۔
مسلمانوں نے اسے "فراخدلی" سے قبول کیا ہے۔ کیا پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کا بانی پاکستان کے جنازہ میں شریک ہو کر جنازہ نہ پڑھنے اور زمین پر بیٹھ جانا اس بات کا اعلان نہیں تھا کہ یا وہ خود کو مسلمان نہیں سمجھتے یا مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اسے محض یہ کہہ کر نظر انداز کر دینا کہ سر ظفر اللہ نے منافقت نہیں کی۔ بذات خود بہت بڑی منافقت ہے۔ اس کے اس پہلو پر بھی غور ہونا چاہیئے تھا کہ کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل ہونے والے ملک کے مسلمان گورنر جنرل کے جنازہ میں شامل ہو کر جنازہ نہ پڑھنا کہیں اس مذہب کی طاقت کا ابلاغ تو نہیں۔ اگر اس طرح سوچا جاتا تو آئندہ سے ایسے مذہب کے پیروکاروں کو حساس نوعیت کے عہدوں پر متمکن نہ کیا جاتا۔ جہاں قومی سلامتی کے بارے میں فیصلے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ اپنے مذہب سے زیادہ کمٹ منٹ رکھتے ہیں۔ اپنے آقاؤں کی زیادہ بات مانتے ہیں بلکہ انہی کی مانتے ہیں اور باقی ہر چیز کو ثانوی سمجھتے ہیں۔ اے کاش ایسا ہو جاتا تو شاید سیاستدانوں کی سازشوں اور حکمرانوں کی نااہلیوں کے باوجود پاکستان دولخت نہ ہوتا۔
حمود الرحمن کمشن رپورٹ میں عساکر پاکستان کے جن افسروں پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے ان میں کئی کے بارے میں ان کے سروسز میں ہونے کے وقت ہی یہ باتیں زبان زدعام تھیں کہ وہ مرزائی ہیں۔ بعض اپنے اس مذہب کے پیروکار ہونے کو چھپا کر اپنے مخصوص مفادات کی محافظت کرتے رہے اور بعض علی الاعلان۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ چیف ایگزیکٹو مسلح افواج میں اس مذہب کے پیروکاروں کے بارے میں جنہوں نے ۱۹۷۱ء کی جنگ اور سقوط ڈھاکہ میں اہم پوزیشنیں حاصل کی تھیں۔ از سر نو تحقیقات کرائیں اور اس خفیہ ہاتھ کو جسے حمود الرحمن کمشن رپورٹ میں اجاگر نہیں کیا گیا اجاگر کریں، ثانیاً چونکہ مسلح افواج ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہیں اس لئے ان میں ملک کی سلامتی کے بارے میں ہونے والے فیصلوں میں اس وطن کی جڑیں کاٹنے والے ہرگز شامل نہیں ہونے چاہئیں۔
یہ کام تھوڑی جرأت و بصیرت سے انجام دیا جائے اور فوج کے حساس ادارے ان تمام افسروں کے کوائف چیف ایگزیکٹو تک پہنچائیں جو وطن کی سالمیت کا کوئی راز یا کوئی منصوبہ کسی ایسی جگہ اگل سکتے ہیں جہاں اس راز یا منصوبہ تک پہنچنا قومی سلامتی کو زک پہنچانے کی کسی کوشش کا حصہ بن سکتا ہے۔
اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین نے صدر اور وزیراعظم کے مسلمان ہونے کی شرط رکھی ہے۔ ان دو عہدوں کے لئے اس آئینی شق کا ہونا شاید وہ نتائج مرتب نہ کر سکے جو حاصل کرنے کے لئے آئین میں یہ گنجائش رکھی گئی تھی اس لئے حساس نوعیت کے پالیسی ساز ادارے کے طور پر عساکر پاکستان میں ان کی موجودگی اور پھر ان کی پوزیشنوں کے بارے زیادہ چوکنا رہنے کی ضرورت تھی اور اس کی سب سے اہم صورت یہی ہے کہ انہیں پالیسی ساز معاملات سے دور رکھا جائے۔ رہی ان کے خفیہ رہنے کی بات تو فوج کے ایک بڑے افسر کے انتقال پر سابق صدر فاروق لغاری جب تعزیت کے لئے جانے لگے تو انہیں بتایا گیا کہ جنازہ کا انتظار کر لیجیئے اور پھر جب یہ جنازہ ربوہ لے جایا گیا تو صدر فاروق لغاری نے بڑی حیرت سے پوچھا اچھا یہ مرزائی تھا! تو گویا بعض کے مرنے کے بعد پتہ چلتا ہے۔ آج ضرورت یہ ہے کہ ان کے زندہ ہوتے ہوئے پتہ چلا کر احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا جائے۔
(مطبوعہ نوائے وقت ملتان ۲۰۰۱-۰۱-۲۲)